بسم الله الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ الذی انزل الفرقان و اعجز بہ فصحاء عدنان وبلغاء قحطان و الصلاۃ والسلام علی نبینا محمد سید الانس و الجان وعلی آلہ وصحبہ ھم منار الھدایۃ والایمان - اما بعد

مکرم ومحترم' مشفق ومہربان' جناب سید وحید لطیف صاحب' محترم جناب محمد عرفان صاحب' آصف کمال صاحب' سید سعادت اللہ صاحب' لائق احترام جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب' معزز ذمہ داران' قابل رشک عاشقین قران سامعین وخواتین۔

تمام تعریف اس رب العزت کیلئے ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے جسکی ذات ازل سے ابد کیلئے قائم ودائم ہے وہ بشمول فناء تمام عیبوں سے پاک ہے۔ یہ زمین اور آسمان چاند وسورج کا جسطرح خالق و مالک ہے اسی طرح سمندر وخشکی اور نہ صرف یہ جہاں بلکہ تمام جہانوں کا بھی خالق و مالک ہے۔ اسی نے یہ سارا جہاں سجایا' حضرت آدم کا پھر مسکن بنایا' بنی انسان کو اس زمیں پر بسایا' حضرت نوح وابراہیم وموسی وعیسی علیہم السلام کو اس جہاں کے واسیوں کیلئے' بطور رہبر بھیجکر اس جہاں کی شان کو بلند فرمایا۔

جب یہ کرہ ارض معمور وآباد ہوگیا تو پھر اس جہاں کو مزید منور کرنے' اس جہاں کو مزید عزت ورونق بخشنے پہلے نبی انس وجان رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین احمد مجتبی محمد مصطفی ﷺ کو مبعوث فرمایا تو پھر اپنے کلام لازوال کو مبارک اور بہترین امت' امت محمدیہ ﷺ پر مبارک سال اور مبارک مہینہ میں عظمتوں وفضیلتوں سے بھر پور مہینہ میں پھر مبارک رات عظیم الشان رات برکتوں والی رات یعنی شب قدر کو نازل فرما کر جہاں اپنی نعمتوں کی تکمیل کردی وہیں اس کرہ ارضی کی بقاء اور قیامت تک کیلئے حفاظت کا سامان فرمایا۔ جب تک یہ نورانی کلام الہی یہ مقدس قرآن اس کرہ ارض پر رہیگا قیامت قائم نہیں ہوسکتی۔ اور اپنے اس مقدس معطر ومطہر' نورانی ولافانی کلام کا اس جہاں میں حفاظت کا وعدہ خود ہی فرمایا۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون - پروردگار عالم فرماتے ہیں بلاشبہ ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا ہے اور یقیناً ہم ہی اسکے نگہبان ہیں۔ یہ ہے فرمان پروردگار عالم۔

قرآن مجید کے وحی الہی ہونے کا یقین لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنے کیلئے فرماتے ہیں کہ قرآن مجید جو سرتا پا نصیحت'

جسکو دیکھنا اور پڑھنا عبادت، جسپر عمل کرنا باعث شرف وعزت اور سبب نجات ہے ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔ واضح ہو کہ اس آیت میں قرآن مجید کے وحی الٰہی اور کلام ربانی ہونے کے ثبوت میں اس بات کو پیش کیا گیا ہے کہ اللہ تعالی نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے اور یہ قیامت تک اپنی اصلی حالت میں باقی رہے گا۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ قرآن مجید کو نازل ہوئے چودہ سو برس سے زائد ہو چکے ہیں اور آج بھی ہم اس دعوے کی صداقت کو اچھی طرح جانچ سکتے ہیں۔ جبکہ پچھلی آسمانی کتابوں زبور توراۃ اور انجیل وغیرہ میں سے کوئی بھی کتاب یہ دعوی نہیں کرسکتی کہ وہ اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہے۔ ساری الہامی کتابوں ساری بھیجی گئی کتابوں میں صرف قرآن مجید ہی ببانگ دہل یہ دعوی کرسکتا ہے کہ وہ بعینہ اسی حالت میں باقی ہے جس حالت میں آں حضرت ﷺ پر نازل ہوا تھا۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ قرآن مجید کے کٹر حریف، دشمنان قرآن کو بھی اس کی تاریخی صحت کا اعتراف ہے چنانچہ مشہور انگریزی پادری میور لکھتا ہے "جہاں تک ہماری معلومات ہیں دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو قرآن کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تبدیلی وتحریف سے پاک ہو"۔

نزول قرآن کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ ہی کے زمانہ سے سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ اس کی حفاظت اور نگہداشت کے لئے کمربستہ ہو گئے کاتبوں نے اس کے رسم الخط کی، قاریوں نے اسکے تلفظ اور طرز اداء کی اور حافظوں نے الفاظ قرآن اور عبارت کی ایسی حفاظت کی کہ نزول کے وقت سے آج تک ایک شوشہ بھی نہیں بدل سکا یہ قرآن مجید کی صداقت وحقانیت اور اسکے آخری الہامی کتاب ہونے کی تاریخی دلیل ہے۔ آئے آج ہم اس مختصر سے وقت میں قرآن کی حفاظت کا اللہ کی طرف سے جسطرح انتظام ہوا اسکا سرسری جائزہ لیتے ہیں۔ ابتداء میں جب وحی نازل ہونے لگی قرآن اترنے لگا تو نبی کریم ﷺ حضرت جبرئیلؑ کے ساتھ خود بھی جلدی جلدی پڑھتے جاتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی لفظ ذہن سے چھوٹ جائے اور یاد نہ رہے اسطرح سے کرنے میں آپکو مشقت ہوتی تھی اس لئے اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو ہدایت فرمائی کہ آپ کو مشقت اٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں وحی نازل ہوتے وقت قرآن کریم اترتے وقت اسے غور سے اور ہمہ تن متوجہ ہو کر سنیں۔ وحی قرآن کو آپ کے دل میں جمع کرنا، آپ کو یاد دلانا، اسکا فہم عطاء کرنا اور اسکو آپکی زبان مبارک سے جاری کروانا، آپکی زبان مبارک سے اداء کرانا یہ سب ہمارے ذمہ ہے۔ جسکا ذکر سورہ قیامہ میں آیا ہے۔ "لا تحرک به لسانک لتعجل به ان علینا جمعه و قرآنه" اس آیت کا یہ مفہوم ہے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اے نبی ﷺ وحی کے ختم ہونے سے پہلے اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کرو کہ اس کو جلدی سے یاد کرلیں"۔

قرآن کریم جو اصل میں کلام الٰہی ہے ازل سے لوح محفوظ میں موجود ہے۔"بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ"۔فرمان باری تعالیٰ ہے"بلکہ یہ باعظمت قرآن ہے جو لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے"۔اس باعظمت قرآن کا نزول دو مرتبہ ہوا ایک مرتبہ پورے کا پورا قرآن آسمان دنیا کے بیت العزت میں اتارا گیا۔پھر تئیس برس کی مدت میں تھوڑا تھوڑا کر کے حسب ضرورت آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا۔

دنیا میں حضور اکرم ﷺ کا سینہ مبارک قرآن کریم کا سب سے محفوظ گنجینہ تھا ادھر آپ پر آیات قرآنی نازل ہوتیں اور ادھر یاد ہو جاتیں مزید احتیاط کیلئے آپ ہر سال رمضان کے مبارک مہینے میں حضرت جبرئیلؑ کو قرآن سناتے اور ان سے سنتے اور جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے دو مرتبہ سنایا اور سنا تھا۔اسکے بعد آپ ﷺ صحابہ کرام کو نہ صرف قرآن کے معانی کی تعلیم دیتے قرآن کے الفاظ مبارکہ کو بھی یاد دلاتے۔اور خود صحابہ کرام میں اتنا شوق پیدا ہو گیا تھا کہ اپنی زندگی اس کام کیلئے وقف کر دی تھی چنانچہ تھوڑی ہی مدت میں حفاظ صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت تیار ہو گئی جن میں قابل ذکر حضرت عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عباس، ابی ابن کعب، سالم مولی ابو حذیفہ، ابو موسی الاشعری، ابو الدرداء، زید بن ثابت اور خلفاء راشدین وغیرہ ہیں۔

قرآن کریم کو حفظ کرانے کے علاوہ آپ نے لکھوانے کا بھی اہتمام رکھا اور اس کیلئے زید بن ثابت، ابی ابن کعب، زبیر بن عوام، معاویہ بن ابی سفیان، مغیرہ بن شعبہ، خلفاء راشدین، ثابت بن قیس وغیرہ کی خدمات حاصل کیں ہیں۔اور آپ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب قرآن کا کوئی حصہ نازل ہوتا تو لکھاتے وقت یہ بھی فرما دیتے تھے کہ اسے فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد لکھا جائے اس طرح عہد رسالت میں قرآن کریم کا ایک نسخہ تو موجود تھا جو آپ نے اپنی نگرانی میں لکھوایا تھا اگرچہ وہ مکمل کتاب کی شکل میں نہ تھا۔

عرب میں چونکہ کاغذ کمیاب تھا اسلئے چمڑے اور بانس کے ٹکڑوں جانوروں کی ہڈیوں درخت کے پتوں اور کبھی کاغذ کے ٹکڑوں غرض متفرق پارچوں کی شکل میں تھا۔اسکے علاوہ بعض صحابہ کرام بھی اپنی یادداشت کیلئے قرآنی آیات اپنے پاس لکھ کر رکھ لیا کرتے جیسا کہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے پہلے ہی انکی بہن بہنوئی کے پاس ایک صحیفہ میں قرآنی آیات لکھی ہوئی تھیں۔لیکن آں حضرت ﷺ کے زمانے میں قرآن کریم کے جتنے نسخے لکھے گئے تھے انکی یہ کیفیت و صورت تھی کہ کوئی آیت چمڑے یا درخت کے پتے پر کوئی ہڈی یا کوئی کاغذ وغیرہ پر لکھی ہوئی تھی۔کسی صحابی کے پاس ایک سورت لکھی ہوئی تھی تو کسی کے کے پاس زیادہ سورتیں لکھی ہوئیں تھیں کسی کے پاس ایک آیت تو کسی کے پاس ایک سے زیادہ آیات لکھی ہوئیں تھیں۔اسطرح قرآن کریم کی حفاظت کے سلسلہ میں یہ پہلا قدم اور پہلا باب ہوا۔

حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت میں جنگ یمامہ کا واقعہ پیش آیا جنگ یمامہ اس جنگ کو کہتے ہیں جو مسیلمہ بن کذاب سے لڑی گئی تھی۔ جب مسیلمہ بن کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا تو اس فتنہ کو دبانے کیلیئے حضرت ابوبکر نے جو لشکر بھیجا تھا اسمیں بیشتر حفاظ کرام بھی تھے جو اس جنگ میں شہید ہوگئے۔ جب مدینہ میں حفاظ کرام کے شہادت کی خبر عام ہوئی تو مدینہ میں ایک رنج والم کی لہر دوڑ گئی حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے بعد حضرت ابوبکر نے مجھے بلا بھیجا۔ میں جب حضرت ابوبکر کے پاس پہنچا تو دیکھا عمر بھی وہیں بیٹھے ہوئے ہیں پھر ابوبکر مجھ سے کہنے لگے کہ عمر ابھی آکر مجھ سے یہ ذکر کر رہے تھے کہ مسیلمہ کے ساتھ جنگ میں حفاظ کرام کی بہت بڑی تعداد شہید ہوگئی ہے اور اگر اسطرح دیگر جنگوں میں مختلف مقامات پر قرآن کریم کے حفاظ شہید ہوتے رہے تو اندیشہ ہے کہ کہیں قرآن کا ایک بڑا حصہ ناپید نہ ہوجائے ختم نہ ہوجائے لہذا میری یہ رائے ہے کہ آپ اپنے حکم سے قرآن کریم کو جمع کروانے کا کام شروع کر دیں یہ سنکر حضرت ابوبکر عمر سے کہنے لگے کہ جو کام آں حضرت ﷺ نے نہیں کیا وہ کام ہم کیسے کریں؟ عمر نے جواب دیا یہ کام بہتر ہی بہتر ہے اسکے بعد عمر حضرت ابوبکر سے بار بار یہی کہتے رہے کہ خیر ہی خیر ہے بہتر ہی بہتر ہے۔ حضرت ابوبکر کہتے ہیں یہاں تک کہ مجھے شرح صدر ہوگیا میرے دل پر اس بات کی حقیقت کھل گئی اور مجھے عمر کی یہ بات بہت اچھی دکھنے لگی پھر زید بن ثابت سے کہنے لگے اب میری بھی یہی رائے ہے جو عمر کی رائے ہے تم ایک نوجوان اور سمجھدار آدمی ہو ہم تمہارے بارے میں اچھا خیال رکھتے ہیں تمہارے بارے میں کوئی بدگمانی بھی نہیں ہے۔ اسکے بعد زید بن ثابت فرماتے ہیں خدا کی قسم اگر یہ حضرات مجھے کوئی پہاڑ بھی اٹھانے کا حکم دیتے تو مجھ پر اسکا اتنا بوجھ نہ ہوتا جتنا اس کام کیلیئے محسوس ہوا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ وہ کام کیسے کر رہے ہیں جو رسول خدا ﷺ نے نہیں کیا؟ پھر ابوبکر زید بن ثابت سے کہنے لگے کہ خدا کی قسم یہ کام بہتر ہی بہتر ہے۔ زید بن ثابت کہتے ہیں کہ ابوبکر مجھ سے بار بار یہی کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اس کام کیلیئے میرا سینہ کھول دیا جو ابوبکر اور عمر کی رائے تھی میری بھی رائے وہی ہوگئی۔

لوگوں کے سینوں کھجور کی شاخوں پتھر کی تختیوں جانوروں کی کھالوں سے قرآنی آیات کو تلاش کرکے جمع کرنا شروع کیا۔ زید بن ثابت جو خود حافظ قرآن تھے قرآن کو جمع کرنے کیلیئے چند اصول اپنائے تھے چند اصول بنائے تھے۔ اگر وہ چاہتے تو اپنی ہی یادداشت سے اپنے ہی حافظہ سے پورا قرآن لکھ سکتے تھے یا پھر انکے علاوہ بھی جو کئی حفاظ تھے ان سب کی ایک ٹیم بنا کر بھی قرآن کو لکھا جا سکتا تھا ایسا نہیں کیا بلکہ سخت احتیاط سے کام لیتے ہوئے اسوقت جتنے بھی ذرائع ہو سکتے تھے استعمال کرتے ہوئے جمع قرآن کا کام شروع کیا۔ جمع قرآن میں حضرت زیدؓ نے ان مندرجہ ذیل شرائط کا اہتمام رکھا۔

۱۔جب تک کوئی آیت متواتر ہونے کی تحریری اورزبانی گواہی نہیں مل جاتی اپنے صحیفہ میں نہیں لکھتے۔
۲۔آں حضرت ﷺ نے قرآن کریم کی جو آیات اپنی نگرانی میں لکھوائیں تھیں جو مختلف صحابہ کرام کے پاس موجود تھیں حضرت زید نے انہیں یکجا فرمایا۔
۳۔ایک عام اعلان کردیا گیا کہ جس شخص کے پاس قرآن کریم کی جتنی آیتیں لکھی ہوئی ہوں وہ حضرت زید کے پاس لے آئے اور جب کوئی شخص لے آتا تو اسکی جانچ پڑتال کے بعد قبول کرتے۔

اور جانچ پڑتال اس طرح کرتے کہ سب پہلے اپنے حافظہ اپنی یادداشت سے اسکی توثیق کرتے۔ پھر حضرت عمر اور حضرت زید دونوں مشترکہ طور سے وصول کرتے۔کوئی لکھی ہوئی آیت اسوقت تک قبول نہیں جاتی کہ جب تک دو قابل اعتبار گواہ اس بات کی گواہی نہ دیتے کہ یہ آیت آں حضرت ﷺ کے سامنے لکھے گئی ہے۔

آخر میں ان لکھی ہوئی آیتوں کا ان مجموعوں کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا جو مختلف صحابہ نے تیار کرکے رکھے تھے۔

جب پورا قرآن لکھا جا چکا تو حضرت زیدؓ نے یقین کرنے کیلئے کہ اسمیں کوئی کمی یا زیادتی تو نہیں ہوگئی ہے اسے جب دوبارہ غور سے پڑھے تو اسمیں انہیں دو آیات کم نظر آئیں ﴿ لقد جاء کم رسول من انفسکم سے سورہ ختم وھو رب العرش العظیم تک یعنی سورہ التوبۃ کے آخری دو آیات ﴾ تو پہلے انہوں نے تمام مہاجرین کے گھروں میں جا کر ان آیات کا پتہ کرنے کوشش کی کوئی پتہ نہ چلا پھر انصار کے گھروں میں جا کر پتہ چلانے کی کوشش کی اتفاق سے حضرت خزیمہ بن ثابت انصاریؓ کے پاس سے برآمد ہوئیں لیکن وہ اسے اپنے صحیفے میں نہیں لکھ سکتے تھے کیونکہ اسکے سوا کوئی اور تحریری نسخہ نہیں تھا جس سے اسکا موازنہ کیا جاتا اور نہ ثبوت کیلئے دو گواہ تھے اتفاق سے آپ وہ جلیل القدر صحابی تھے جن کے بارے میں نبی مکرم ﷺ نے انکے ایک کام سے خوش ہوکر فرمایا تھا کہ آج سے تمہاری گواہی دو آدمیوں کے برابر شمار ہوگئی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت کی طرف سے یہ پیشگی انتظام تھا اسطرح آپ نے ان آیات کو صرف ایک شخص سے لیکر نقل کیا۔(اسطرح کا ایک اور واقعہ ملتا ہے بعض مفسرین کے خیال میں وہ حضرت عثمان کے دور کے کا واقعہ ہے وہاں بھی یہی صحابی کا نام ملتا ہے البتہ آیت دوسری ہے جسکے ذکر میں اسوقت گریز کرتا ہوں)

الغرض حضرت زید بن ثابت نے اس زبردست احتیاط اور اہتمام کیساتھ آیات قرآنی کو جمع کرکے انہیں کاغذ کے صحیفوں میں تحریر فرمایا لیکن ہر سورہ علحدہ علحدہ صحیفوں میں لکھا گیا تھا اس لئے یہ نسخہ کئی صحیفوں پر مشتمل تھا۔اصطلاح میں اس صحیفہ کو ''امّ'' کہا جاتا ہے۔

پھر یہ سارے صحیفے ساری زندگی حضرت ابوبکرؓ کے پاس رہے آپ کے بعد حضرت عمر کے پاس رہے حضرت عمر کی

شہادت کے بعدام المؤمنین حضرت حفصہ کے پاس انکی وفات تک رہے۔

اسطرح سے حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں قرآن کی حفاظت کا دوسرا باب مکمل ہوا اب تک قرآن کی حفاظت کیلئے صرف قوت حافظہ اور یادداشت پر زیادہ انحصار کیا جاتا تھا اسے کم کردیا گیا۔

جس کلام کی حفاظت پر صحابہ کرام نے جتنی عرق ریزی کی جتنا اہتمام کیا جتنا خیال رکھا لوح محفوظ سے یہاں آنے کے بعد جن مبارک ہاتھوں کے ذریعہ دنیاوی صحیفوں میں محفوظ ہوا آئے اب ہم اسی کلام کے معانی کو سمجھنے پھر اسکے مقاصد کو جاننے کیلئے جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب کے ساتھ انکے تعلیمی قافلہ میں شامل ہوکر انکو اپنا رہبر برائے تعلیمی سفر بناتے ہوئے تعلم و تعلیم کے مرحلہ کو طے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ربنا اشرح لنا صدورنا ویسر لنا امورنا اللهم انفعنا بما علمنا وعلمنا ما جهلنا۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین۔

حافظ سید لطف الله حسینی ایم اے (عربی) عثمانیہ

(سابق عربک ریسرچ اسکالر گورنمنٹ آف انڈیا)